ایک تاریخی سورۂ یٰسین کا تعارف

(قاضی اطہر مبارکپوری)

ذیل میں ہم ایک قدیم ترین اسلامی یادگار کے تعارف کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ چونکہ اس کا تعلق قدیم کتابت اور اس کے سامان سے ہے اس لئے ہم شروع میں کتابت کے سلسلے میں ایک سرسری مقدمہ درج کرتے ہیں تاکہ اس قدیم مصحفی یادگار کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ سورۂ یٰسین شریف کا یہ بیش بہا اور نادر الوجود نسخہ محترم احمد غریب صاحب سکریٹری انجمن خدام النبی بمبئی کے یہاں محفوظ ہے ———— ٭

عہد رسالت میں لکھنے کا سامان

عرب کے باشندے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں مختلف چیزوں پر لکھتے تھے۔ عام طور پر ان کے لکھنے کے لئے یہ چیزیں بطور کاغذ کے استعمال ہوتی تھیں (رق) یعنی وہ چمڑا جسے باریک اور چکنا کر لیا کرتے تھے (لخاف) یعنی سفید چکنا اور پتلا پتھر (عسب نخل) یعنی کھجور کی شاخ۔ اسی طرح عرب اونٹوں اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں پر لکھا کرتے تھے قرآن حکیم کی کتابت عام طور سے عسب اور لخاف پر ہوتی تھی چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے کے بیان میں فرماتے ہیں۔

فجعلت اتتبع القرآن من العسب واللخاف (میں قرآن کو عسب اور لخاف سے تلاش کرنے لگا)

امام زہری کی ایک روایت میں ہے۔[۱]

قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فی العسب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ قرآن عسب میں محفوظ تھا

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض نامہائے مبارکہ چمڑے پر تحریر فرمائے۔

عرب میں قرطاس کا استعمال بھی تھا یہ ایک کاغذ ہوتا تھا جو مصر کی ایک گھاس "بردی" سے بنایا جاتا تھا جیسا کہ لسان العرب اور صبح الاعشیٰ میں مذکور ہے قرآن شریف میں یہ لفظ واحد اور جمع دونوں طریقہ سے استعمال ہوا ہے۔ عرب کے لوگ قدیم زمانہ سے قرطاس سے واقف تھے اور بہت سے عربی شعراء نے پرانے گھروں کے نشان کو قرطاس پر کتابت سے تشبیہ دی ہے۔

اسی طرح مُهرَق سے بھی عرب واقف تھے لسان العرب میں ہے کہ مہرق وہ سفید کپڑا ہوتا ہے جس میں گوند دے کر چکنا اور چکدار کیا جاتا ہے اور اس پر لکھا جاتا ہے۔ یہ فارسی کی تعریب ہے[۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں عام طور سے قرآن شریف کی کتابت ان ہی چیزوں پر کی جاتی تھی۔ اور جو صحابہ کرام لکھنا پڑھنا جانتے تھے وہ بلا تکلف دوسروں کیلئے لکھا کرتے تھے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آدمی ورقہ (کاغذ وغیرہ) لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا تھا

---

[۱] صبح الاعشیٰ قلقشندی ص ۴۷۵ ج ۲ ۔ [۲] ضحی الاسلام ص ۲۱۲ ج ۲

اور کوئی آدمی اُٹھ کر ثواب و احتساب کی نیت سے کچھ لکھ دیتا تھا۔ پھر دوسرا آدمی اٹھ کر لکھ دیتا یہاں تک کہ پورے مصحف کی کتابت سے فراغت ہو جاتی تھی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو لوگ لکھنے پر مامور تھے ان کی تعداد ۴۲ تک پہونچتی ہے۔ جن میں چاروں خلفاء بھی شامل ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ وغیرہ نے تمام حضرات کاتبین کے نام لکھے ہیں۔

علامہ بلاذریؒ نے لکھا ہے کہ اسلام کے ظہور کے وقت قریش میں سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے ان کے ناموں کی تفصیل بھی علامہ بلاذریؒ نے دی ہے نیز ان کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس نے سب سے پہلے کتابت کی خدمت انجام دی وہ حضرت اُبیّ بن کعبؓ انصاری ہیں۔ انھوں نے سب سے پہلے خط کے آخر میں لکھنے والے کا نام لکھنا شروع کیا جب حضرت ابی بن کعبؓ حاضر نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن ثابت انصاری کو یاد فرماتے اور وہ تحریری خدمت انجام دیتے۔ یہ دونوں حضرات عام طور سے وحی اور لوگوں کے نام خطوط اور ان کے جواب لکھتے تھے۔[2]

مدینہ منورہ کے قبائل اوس اور خزرج میں لکھنا کم لوگ جانتے تھے۔ مدینہ کے بعض یہود بھی لکھنا جانتے تھے۔ مدینہ کے بچے پہلے زمانہ میں کتابت سیکھتے تھے۔ چنانچہ مدینہ میں جب اسلام کی تشریف آوری ہوئی تو متعدد آدمی لکھنا جانتے تھے۔ جیسے حضرت سعد بن عبادہؓ۔ حضرت منذر بن عمرو۔ حضرت اُبی بن کعب، اور حضرت زید بن ثابت۔ حضرت رافع بن مالک، حضرت اسید بن حضیر، حضرت معن بن عدی، حضرت بشیر بن سعد، حضرت سعد بن ربیع، حضرت اوس بن خولی۔ اور عبداللہ بن ابی منافق[3]

حضرات صحابہ میں مردوں کی طرح عورتیں بھی لکھنا جانتی تھیں حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ زمانہ جاہلیت میں لکھنا جانتی تھیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہ کو چیونٹی کا ورقیہ لکھایا ہے۔ اسی طرح لکھنا بھی سکھا دو۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ باقاعدہ لکھنا جانتی تھیں۔ ام کلثوم بنت عقبہ بھی لکھنا جانتی تھیں۔ عائشہ بنت سعدؓ کے والد نے خود ان کو لکھنا سکھایا تھا۔ کریمہ بنت مقداد بھی کتابت کرتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ قرآن پڑھ لیتی تھیں۔ البتہ لکھنا نہیں جانتی تھیں۔[4]

عہد میں مسلمانوں کی مختلف علوم و فنون میں ترقیات کے ساتھ ساتھ کاغذ سازی کے فن کو بھی کافی ترقی ہوتی گئی اور بنوامیہ کے دور میں بہترین قسم کے کاغذ تیار ہونے لگے۔ پھر بنو عباسیہ کے دور میں تو مختلف اقسام کے بہتر سے بہتر کاغذ بننے لگے اور لکھنے پڑھنے کے مختلف شعبوں میں مختلف کاغذ استعمال ہونے لگے۔ بلاد ماوراء النہر میں سمرقند وغیرہ عمدہ قسم کے کاغذوں کی بہترین صنعت گاہ تھے۔ علامہ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں ان کے اقسام و انواع اور نام تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

رقی اور مہرقی تحریر کی زیارت: چمڑے اور جھلّی پر لکھی ہوئی بعض تحریریں اب بھی پائی جاتی ہیں اور ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ چمڑے اور جھلّی سے کس فنکاری کے ساتھ لکھنے کے لئے بہترین کاغذ بنایا جاتا تھا۔

---

[1] سنن بیہقی کبریٰ صفحہ ۱۶ ج ۲ طبع حیدرآباد [2] فتوح البلدان صفحہ ۴۵۸ [3] فتوح البلدان صفحہ ۴۵۹ [4] فتوح البلدان صفحہ ۴۵۸

تقریباً چھ سال کا عرصہ ہوا قیام جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے زمانہ میں ضلع سورت کے ایک گاؤں میں اسی قسم کے ایک مصحف کے کچھ اوراق کی زیارت کا اتفاق ہوا تھا جو چمڑے پر لکھا گیا تھا اور جو یقیناً پہلی صدی ہجری کے ابتدائی دور کا تھا اس میں سورۂ مریم تحریر تھی۔ اس کی لمبائی تقریباً ڈھائی گرہ اور چوڑائی تقریباً ڈیڑھ گرہ تھی۔ چمڑے کو فن دباغت کے ذریعے اس قدر باریک اور چکنا کیا گیا تھا کہ اب تک چمک باقی تھی۔ اور آج کل کا بہترین قسم کا دبیز زمینی رنگ کا کاغذ معلوم ہوتا تھا۔ جس سے کہنگی ظاہر ہوتی ہو۔ روشنائی کا رنگ گہرا کتھئی تھا جو چمڑے میں جذب ہو جانے کے بعد دوسری طرف مطلق ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ خط کوفی تھا جس کا نمونہ آگے آرہا ہے مگر یہ خط کافی باریک تھا ساتھ ہی ایک کپڑے پر پوری سورۂ یٰسین مکتوب دیکھی تھی جو موم جامہ کے قسم کا معلوم ہوتا تھا۔ غالباً یہی مہرق تھا جسے گوند لگا کر چکنا کر لیا جاتا تھا یہ کپڑا کفن کے قسم کا بنا ہوا تھا اور اس کی کتابت خط کوفی میں نہیں تھی بلکہ موجودہ عربی خط کی شان اسی سے ظاہر ہوتی تھی غالباً یہ چوتھی صدی ہجری کے لگ بھگ کا لکھا ہوا تھا ان دونوں تحریروں کو دیکھ کر "رق" اور "مھرق" کو بطور کاغذ استعمال کرنے کی پوری کیفیت معلوم ہوئی۔

ایک قدیم ترین قرآنی یادگار:-

جب ۱۹۴۵ء میں محترم احمد بھائی وانخوانہ حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین شریف کے لئے گئے تو انھوں نے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً میں وہاں کے ایک بخاری بزرگ کے پاس سے ایک سورۂ یٰسین حاصل کی اس مضمون میں ہم اسی کا تعارف کرانا چاہتے ہیں۔ یہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اسلامی تبرکات میں ایک اہم چیز ہے اور احمد بھائی کے پاس محفوظ ہیں۔ اس کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے پہلی سطر "یٰسین شریف" دوسری طرف "طبع بمرخصۃ النظارۃ المطبوعات؟ فی بطربورغ شہر اپریل ۱۹۰۵ء" اور تیسری سطر یہ ہے۔ طبع بمطبع الیاس میرزا البورغانی القریمی فی بطربورغ مجدول کے اندر چوڑائی ½ ۹ انچ لمبائی ½ ۱۰ انچ ہے ہر صفحہ پر گیارہ سطریں ہیں۔ تحریر لمبائی میں ہے۔ اس کے آخر میں طابع کی طرف سے ترکستانی زبان میں ایک تفصیلی بیان درج ہے جس کا ترجمہ بمبئی کے ایک ترکستانی عالم سے عربی میں کرایا گیا پھر عربی سے اردو میں منتقل کیا گیا ہے اس بیان سے اس مصحف کی پوری تاریخ اور اہمیت معلوم ہو جاتی ہے۔

جس مصحف عثمانی کا تذکرہ اس بیان میں ہے وہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی میں غالباً نہیں رہا بلکہ کہیں اور منتقل ہو گیا۔ جہاں تک یاد آتا ہے اس مصحف شریف کے اس مقام کا مطبوعہ عکس نظر سے گذرا ہے جس میں آیت فسیکفیکھم اللہ الخ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون مبارک کے دھبے موجود ہیں۔

خاتمۃ الطبع کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

۲۶ رمئی ۱۸۸۳ء میں نے اپنے وطن مالوف سے مقام "پیٹربورغ" کی طرف ہجرت کی میرا ارادہ تھا کہ میں مستقل طور سے اسی شہر میں آباد ہو جاؤں۔ چنانچہ میں رہنے سہنے لگا۔ ۱۸۸۹ء کی بات ہے کہ میں نے "پیٹربورغ" کے سرکاری کتب خانہ کی زیارت کی اور اس کے شعبہ مخطوطات" کے قدیم قلمی نوادر کا مطالعہ کیا۔ میں نے اس نادر روزگار کتب خانہ کی

بسم الله الرحمٰن الرحیم ـ
یٰسین والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین علےٰ

مخطوطات کے مطالعہ کے دوران میں ہر مذہب و ملت کی کتابیں پڑھیں ایک دن حسن اتفاق سے ایک بڑی الماری میں ایک قدیم مصحف شریف مخطوطہ کوفی نظر پڑا۔ میں نے بڑے ہی ادب و احترام سے اس کی زیارت کی اور جب پوری طرح اسے ادھر ادھر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا یہ نادر و نایاب قلمی نسخہ خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مسعود مبارک زمانہ کے باقیات و صالحات میں سے ہے اس حقیقت کے معلوم ہو جانے کے بعد میرے دل میں عقیدت و محبت کا نہایت ہی حسین و لطیف جذبہ پیدا ہوا۔ اور میں بار بار اس کی زیارت سے اپنے عشق و محبت کی تواضع کرتا رہا۔ آخر میں میں نے ارادہ کیا کہ اس مقدس مصحف کے بعض اجزاء کو شائع کروں مقصد صرف اخلاص عمل اور مسلمانوں کی دینی خدمت تھا۔ اس ارادہ کے بعد میں نے کتب خانہ کے محافظوں سے اس مقدس مصحف کے بارے میں کچھ فرصت اور وقت مانگا تاکہ میں اسے لکھ سکوں مگر انھوں نے اس نادر و نایاب نسخہ کے نقل کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ نادر الوجود اور بیش بہا نسخہ اس طرح باہر نہیں نکالا جا سکتا ان کی ان ہمت شکن باتوں سے میں قطعی طور پر مایوس ہو گیا مگر انسان کی سعادتمندی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ چنانچہ میں اپنے اس پاکیزہ مقصد میں کامیاب ہو گیا اور میری تقدیر نے اس مرتبہ بھی میرا ساتھ دیا اور دوسرے معاملات کی طرح اس معاملہ میں بھی میں سعادتمند ہی رہا۔ بہرحال سنہ ۱۹۰۵ء میں اس نادر الوجود صحیفہ مبارکہ سے خود ہی سورۂ "یٰسین شریف" فوٹو غرافی کے ذریعہ نقل کی اور پورا اہتمام کیا کہ اس کا مطبوعہ نسخہ قلمی نسخہ کے بالکل مطابق ہے اور ہر کلمہ اور ہر حرف روبت اور حیثیت کے اعتبار سے بعینہ قدیم نسخہ کے ہم مثل ہو میں نے اس کام میں اخراجات سے قطع نظر کر کے دل کھول کر روپیہ خرچ کیا اور اصل نسخہ کے فوٹو لینے میں بڑی سخاوت اور احتیاط سے کام لیا اس کلام پاک کا اصل نسخہ چمڑے پر خط کوفی میں لکھا گیا ہے۔ پورے کلام پاک میں ۴۰۶ صفحات ہیں۔ اس کے چمڑے کی دباغت نہایت عجیب و غریب طریقہ پر بہترین انداز میں کی گئی ہے اور آج بھی دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام پاک اسی زمانہ میں اس قسم کے کاغذ پر چھاپا گیا ہے میں نے مماثلت اور مشابہت کا اس درجہ اہتمام کیا کہ کاغذ سازی کے کارخانہ کو آرڈر دیا کہ وہ اس چمڑے کے بالکل مشابہ کاغذ تیار کرے۔ تاکہ اصل اور نقل کے درمیان رنگ، روئیت اور ہیئت میں بالکل مشابہت رہے حتیٰ کہ اصل نسخہ کے طول و عرض کو بھی میں نے برقرار رکھا اور سائیز کے بے میل ہونے کا خیال نہیں کیا۔ ان تمام باتوں میں میں نے بہت ہی جلدی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری سورۂ یٰسین شریف کا فوٹو لے کر دنیا میں پہلی مرتبہ اس کے شائع کرنے کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ یہ جو اس مطبوع مصحف میں رنگ کے الوان کا فرق اور نقش و زینت ہے اصل صحیفہ کے اندر بھی موجود ہے۔ البتہ کنارے کنارے جو سنہری کام اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اور جلد کے اوپر جو نقش و نگار بنے ہوئے ہیں یہ سب میری طرف سے اضافہ ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جیسا کہ تاریخوں میں ہے خلیفہ ذی شان حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ اپنے حجرۂ مبارکہ میں قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے کہ آپ کی شہادت ہو گئی اور شہادت کے خون کا قطرہ صحیفہ شریفہ کی اس آیت کریمہ

فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (سورۂ بقرہ) اور یہ قرآن پاک ابھی شاہی عوامی کتب خانہ میں موجود و محفوظ ہے اور اس آیت شریفہ پر خون کے دھبے نظر آتے ہیں۔ شہادت عثمانؓ کے اسی مقدس خون کے دھبہ کی وجہ سے یہ نسخہ شریفہ ان اہم اسلامی آثار میں شمار ہوتا ہے جن سے اسلام کی ایک اہم تاریخ وابستہ ہے۔ اسی بنا پر ہم نے ارادہ کرلیا کہ کسی وقت ہم اس صفحہ کو بھی شائع کریں گے جس کے اندر خون مبارک کا نشان ہے۔ اس کی اشاعت کے بعد اگر ہمارے مسلمان بھائی اس نسخہ شریفہ کا احترام کرتے ہوئے اس عاجز کی خدمت کریں گے اور معمولی سے مادی منافع پیدا سے خرید کر ہمارے لئے مصارف کی آسانی بہم پہونچائیں گے تو اس مقدس نسخہ کو بھی پوری جد و جہد کے ساتھ شائع کردیں گے۔ اور اس مقدس خدمت میں اپنے مسلمان بھائیوں کے شکریہ کے ساتھ ہم سعادتمندی حاصل کریں گے۔

(توضیح) جس چیز نے مجھے استعجاب و حیرت کے سمندر میں ڈال دیا یہ ہے کہ یہ قدیم کلام پاک خط کوفی میں تیرہ سو سال سے پہلے لکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود اس میں عجیب عجیب باریکیاں اور محاسن موجود ہیں۔ جب ان صفحوں کو کنارے کی طرف سے ٹیڑھا کرکے دیکھا جاتا ہے تو حروف شیشہ کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ روشنائی کی شکل اور اس کا رنگ قہوہ کے رنگ کا ہے۔ اس میں کئی صفحے ایسے ہیں جن کی کتابت انتہائی طور پر واضح اور روشن ہے نہ اس کا رنگ بدلا ہے اور نہ ہی اس کی شکل و صورت میں کسی قسم کا کوئی فرق آیا ہے حالانکہ ہمارا زمانہ جو صنعت و حرفت اور تحقیق و معرفت اور ترقی کا زمانہ ہے اور اس میں نقش و نگار اور رنگ روغن انتہائی عمدہ طریقہ پر ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی اگرچہ کوئی رنگ انتہائی کاریگری سے تیار کیا جاتا ہے مگر تین چار سال گذرتے گذرتے بدل جاتا ہے مگر یہ قدیم قرآن شریف اپنے رنگ روغن میں بالکل اصلی حالت میں موجود ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ یہ سورۂ یٰسین شریف ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے

عبداللہ الیاس بن احمد شاہ البوراغانی القریمی ساکن شہر بیتر لو برغ۔ حقوق طبع بحق صاحب استنساخ محفوظ ہیں۔

نعت شریف

جناب قاضی خالد صاحب کیہری

تری بزم محبت کی یہ یکسانی تری اللہ!
نہ کوئی اجنبی ہے نہ کوئی انجان ہے ساقی
ترے جود و سخا پر عقل کل حیران ہے ساقی
ترے در سے کوئی سائل تہی داماں نہیں اٹھا
ہزار آرائش بزرات تو ترا سامان ہے ساقی
وفاداری کی رسمیں حل ہیں تیرے سلام رنگیں میں
ہر اک ساری دنیا کا یہی ایمان ہے ساقی
نہ بدلا ہے نہ بدلے گا کبھی دستور محفل کا
نہ جائے تشنہ لب کوئی ترا اعلان ہے ساقی
یہ دنیا کیا سارے عالم پہ تیرا احسان ہے ساقی

امیری میں بھی راحت ہے فقیری میں بھی تسکین ہے
علالی کا تری نسخہ بہت آسان ہے ساقی
خوشی بھی ہے وہ نقصان ہے الم بھی وہ خنداں ہے
گدائے کوچۂ غم کی نرالی شان ہے ساقی
گراں گزرے تو کیوں گزرے کسی کی عقل و فطرت پہ
موافق عقل و فطرت کے ترا فرمان ہے ساقی
تری بستی میں مدفن ہو ترے کوچہ میں دم نکلے
یہی قسمت کا خالد کو بڑا ارمان ہے ساقی